منشور محمدی

۱۳۱۰ھ

بنگلور

منشور رسولان ہمہ محتاج بخاتم - باخاتم ومہر آمدہ منشور محمدؐ ؛ توریت بلاتوریہ انجیل بتجیل - گویان صفت وسیرت مبرور محمدؐ

نمبر ۱۶ | مطبوعۂ ۵ جمادی الآخر سنہ ۱۳۱۰ ہجری روز یکشنبہ | جلد ۱۹

یہ اخبار عشرہ وار بمضامین تردید مذہب عیسوی چھپتا ہی قیمت اسکی سالانہ بحساب پیشگی ۵ روپیہ بذریعہ منی آرڈر بنام مہتمم آنی چاہیے

منشور محمدی کو ہمیشہ جاری وقایم رکھنے کی تجویز

جناب صاحب مہتمم اخبار منشور محمدی بنگلور مدالطافکم

السلام علیکم - مزاج شریف ؟ اسکے آگے جب منشور محمدی بند ہوکر جاری ہوا تھا تو جناب مولانا مولوی سید محمد علی صاحب کانپوری دام فضلہ نے چاہا تھا کہ منشور محمدی کے قیام دایمی کی کوئی صورت کی جاوے اور یہ رای مناسب دی تھی کہ سو سو روپیہ دینے والے سو ممبر متفق ہون اور سو سو روپیہ ہر ہر شخص بطور چندہ دے اور اس رقم سے کوئی جائداد (مکان ودوکان وغیرہ) شہر بمبی مین خرید کیجاوے اوسکی آمدنی سے منشور محمدی کا دایمی قیام ہوسکتا ہے اور سو پرچے ان ممبرون کے پاس لسلاً بعد نسل بلاقیمت بھیجے جاوین چنانچہ بعض حضرات خریداران منشور محمدی سے اس تجویز کو پسند و قبول فرماکے اپنے ممبر ہونے اور چندہ دینے کی درخواست کی جبانتک مجھے یاد ہے وہ مبارک حضرات یہہ ہین -

(۱) جناب مولانا مولوی سید محمد صاحب کانپوری دام فضلہ (۲) جناب مولوی حکیم محمد فضل الدین صاحب ساکن بہرہ (۳) جناب مولوی میر محمد کرامت اللہ خانصاحب ڈاکٹر (۴) جناب منشی محمد صادق علی صاحب قنوج (۵) جناب منشی محمد حسین صاحب وزیریا - (۶) جناب مولوی محمد رفیع صاحب تنڈی (۷) جناب منشی محمود خان صاحب پونہ (۸) جناب ابوالنصر محمد عمر خانصاحب (۹) جناب سوار امیر خان صاحب پونہ (۱۰) جناب عمویم محمد ابوسعید صاحب جدی مدظلہ تحصیلدار ضلع کڈپہ (۱۱) جناب مولوی حاجی یوسف صالح صاحب پورانذیر -

صاحب مؤخر الذکر یعنے جناب مولوی حاجی یوسف صالح صاحب پو کی ہمت خداداد پر ہزار آفرین ہے کہ آپنے بجاے ایکسو کے تخمیناً دو ہزار روپیہ کی جائداد منشور محمدی کے لئے وقف کردی جس سے دوسو روپیہ (چالیس اخبار کی قیمت مین) ہمیشہ کے لئے ہمدست ہوا کرینگے اور یہ کار سعادت

بھی آپ ہی کے حصہ مین تھا کہ اس گرامی اخبار کا دوبارہ اجرا آپ ہی کے فیاض ہاتھون سے ہو۔ جس احسان کے تمام مسلمان شکرگذار ہین۔ باقی رہے دوسرے حضرات سو وہ یقین ہی کہ اب بھی اس تجویز کی تکمیل پر آمادہ ہونگے اور یہ خاکسار بھی تہ دل سے آپکے ساتھ متفق ہی اور اپنی زہے قسمت سمجھیگا اگر یہ تجویز تکمیل کو پہونچے اور مجھے بھی ایک ممبر کا چندہ یعنے سو روپیہ دینے کی نوبت آوے۔ میری رائے ناقص مین اس انجمن کے سرپرست جناب مولانا مولوی سید محمد علی صاحب کانپوری ہون اور تمام چندہ کی رقم جناب مولوی حاجی یوسف صالح صاحب پورانديری کے پاس جمع ہو۔ مجھے امید ہے کہ یہ ہر دو حضرات میرے اس التماس کو قبول کرینگے اور اپنی سرپرستی سے اس انجمن کو افتخار بخشینگے۔ فقط۔ قوم کا خادم

سید محمد فخر الدین فخری

میلاپور۔ مدراس

مرقوم ۲۶ جمادی الاول سنہ ۱۳۱۰ھ

قبول اسلام

(حیدرآباد دکن مین)

انجمن تبلیغ اسلام کے ذریعہ دو شخص اور ایک ہندو اور ایک ارمنی عیسائی مسلمان ہوے۔ مؤخر الذکر کو جو الجیریہ کا باشندہ اور بیس سال کی عمر کا ہے اور جسکا نام جوسف بن حبیب تھا جناب مولوی سید مرتضی صاحب قادری معتمد انجمن تبلیغ اسلام و مشتہر جریدۂ روزگار نے کلمہ تلقین کرکے اسلامی نام یوسف بن یعقوب رکھا اور اسوقت تو مسلمانان انجمن کی تعداد ۳۰ کو پہونچ چکی ہے۔

(عملداری سلطان روم خلد اللہ ملکہ مین)

شہر دمشق اور حلب کے درمیان ایک کوہستانی ملک ہی اسمین ایک بڑا گروہ ایک کروڑ سے زاید تعداد سے آباد ہی وہ یزیدیہ لقب سے منسوب ہے لیکن شیطان کو پوجتے ہین جسکا فرضی طور پر بت بنا لیا ہی سلطان المعظم اس ملک مین جو انہین کے زیر فرمان ہے علماء ترک و عرب کو تعلیم کے لئے بھیجا ایک مدت کے بعد اس تلقین کا یہ اثر ہوا کہ اس گروہ نے اس بت کی پرستش چھوڑ دی شیطانی بت کو علماء کے سامنے گھسیٹتے لائے اور صدق دل سے مسلمان ہوے۔ کشف

(کلکتہ مین)

دو شخصون نے اسلام قبول کیا۔ ایک انمین سے پنڈت گوری شنکر ہین جو پہلے عیسائی تھے اب مسجد ناخدا مین اسلام قبول کرکے نصیر الدین نام پایا ہی۔ یہ عربی فارسی سنسکرت اردو عبرانی یونانی سے واقف اور انگریزی کے پورے ماہر ہین اور فی الحال کلکتہ کے مدرسہ مین ٹیچر ہین دوسرے صاحب رپن کالج کلکتہ کے ایک پروفیسر پنڈت صاحب ہین اس کالج کے مالک بابو سرندر ناتھ بنرجی نے ان کو قبول اسلام کے وجہ سے مستعفی ہونے کے لئے مجبور کیا اور آخر کار انہون نے دین حق کے قبول کرنے مین نوکری کی بھی پرواہ نہ کی اور کنارہ کش ہوگئے۔

(راندیر مین)

جناب مولوی حاجی یوسف صالح صاحب پونہ تحریر فرماتے ہین کہ چار نفر ساکن سورت قوم کتھری ایک ہی گھر کے مشرف باسلام ہوے مرد کا نام عبد الرحمن اور اسکی عورت کا نام امینہ اور اسکے بیٹون کا نام نور محمد اور پیر محمد رکھا گیا

(موریشس مین)

صاحب ممدوح کی تحریر سے یہ بھی واضح ہوتا ہی کہ ایک شخص قوم فرنچ سے مسلمان ہوکر حصول علم کی غرض سے یہان آیا ہی اسکا نام عبدالرحمن رکھا گیا ہے۔

حیدرآباد سندہ کے نو مسلم

منشور محمدی نمبر ۱۲ جلد ۱۹ مورخہ ۲۵ ربیع الآخر سنہ ۱۳۱۰ ہجری مین چند ہندؤن کا حیدرآباد سندہ مین مسلمان ہونا لکھا گیا تہا ان کے نسبت یہ کیفیت ملی ہی کہ یہ اسلام قبول کرنے والے چار ہندو پنڈت ہین ان کے اسلام قبول کرنے سے تمام ہندؤن مین تشویش پیدا ہوگئی۔

لورپول کے حالات

لورپول مین جو قلیل گروہ مسلمانون کا ہی ان کی ملاقات کو حال مین ہز اکسلنسی ابراہیم حقی بے گئے تہے جو سلطانی کمشنر عثمانیہ سلطنت کے ہین اور نمایش گاہ چکاگو کو جانے والے ہین انہون نے کالج اسلامیہ کی سیر کی اور بعدہ نماز ظہر مین شریک ہوے مسٹر ایچ ایچ ملیئر سابق سلطانی بحری کالج متوسل اس جماعت کے پیش نماز تہے مختلف عام مقامات کی سیر کرنیکے بعد انہون نے جمعہ کی نماز مسجد مین ادا کی جہان پر ہیت سے لورپول کے اور دیگر مسلمان ملے بعدہ ایک کمرہ انسٹیٹیوشن مین بصدارت مسٹر ڈبلیو ایچ کوئیلم کے جلسہ جمع ہوا اور روسی اردو عربی مصری ایرانی یونانی ترکی اس زمانہ کی یونانی مراکو اور دیگر بیش زبانون مین علاوہ انگلش زبان کے ایڈریس دیے گئے۔ ایک ایرش مسلمان نے کچہ ایرش زبان مین بہی بیان کیا۔

لورپول کے مسلمانون کی جماعت مین سے تین مسلمان ایشیان ممالک کی سیر کرتے دہلے لورپول سے روانہ ہوے ہین وہ مشہور مسز فاطمہ ای کیمس اور مسز آمنہ موکیش اور مسز زلیخا بیکر ہین۔ شرقی ممالک مین وہ اپنے اکثر ہم مذہبون کو دیکہینگی اور امید ہی کہ عمدہ یادگارین اپنی ساتہ لیجائینگے۔ مسٹر کوئیلم اپنے کام مین بدستور عمدہ کامیابی سے مصروف ہین۔

نور افشان اور ہمارا قصیدہ

یا جناب مولوی سلطان احمد صاحب

راہ سیدہی چل کہ ایک عالم تجہے سیدہا کہے
کجروی بہتر نہین ای شوخ یہ رفتار چہوڑ

ہمنے ایک قصیدہ در باب حالت موجودہ اہل اسلام ہند منشور محمدی نمبر ۷ جلد ۱۹ مین مشعر ترغیب تحریص امور اتحاد دینی و دنیوی درج کرایا تہا جسکا مطلع حسب ذیل ہے۔

مسلمانو تمہاری حیثیت سب سے نرالی ہی
نہ خامہ ہی نہ نامہ ہی نہ کھرپا ہی نہ جالی ہی

اس قصیدہ کو انڈیا گزٹ بمبئی نے منشور سے اور نور افشان نے انڈیا گزٹ سے نقل کیا ہی۔ اور پھر منشور محمدی نمبر ۱ جلد ۱۹ مین ایک اور مضمون جناب مولوی مرزا سلطان احمد صاحب قادیانی مقیم لاہور کے طرف سے معنون بہ تعمیل احکام مذہب۔ مشعر فقدان تعمیل احکام در عیسویت و تکمیل در اسلام شایع ہوا تہا۔ اسپر صاحب نور افشان اپنی خوش فہمی سے اوس مضمون اور قصیدہ مذکورہ کو نور افشان نمبر ۴۶ جلد ۲۰ مین ایکدوسرے کا منتضاد ثابت کرتے ہوے کہتا ہے کہ منشور محمدی کا نامہ نگار اوس مضمون اور قصیدہ کے طرف پھر متوجہ ہو کیونکہ مذہب اسلام بر سر تنزل

اور عیسائیت روز افزون ترقی پر ہے۔

اگرچہ حضرات ذی عقول نور افشان کے ناقص نوٹ پر خود مضحکہ اوڑا سکتے ہین۔ ہماری مکرر تحریر کی حاجت نہین لیکن نور افشان کی خاطر سے ہم اوسپر متوجہ ہوتے ہین۔

آپ تعصب کو چھوڑ کر سنئے کہ۔ ہر سخن وقتے و ہر لحظہ مکانے دارد میرا قصیدہ تو مسلمانون مین دینی و دنیوی امور مین کوشش اور جوش پیدا کرنیکی نسبت ہے۔ اور مولوی سلطان احمد صاحب نے دین عیسوی و محمدی کا تفصیل احکام مذہب مین مقابلہ کیا ہی جسمین دین عیسائی تاب مقابلہ سے محض عاجز و بیچارہ ہے۔

یا یون کہئے کہ مین اپنے قصیدہ مین مسلمانون کو دینی و دنیوی معاملات مین سست و کاہل بتاتا ہون اور مولوی صاحب نے بحالت موجودہ دونون مذہب کو ترازوی عدل مین تول کر دین عیسوی کو کم وزن بتایا ہے۔ نور افشان ذرا عقل سے کام لیتا تو سمجھتا کہ باوجود اس شوکت و سطوت ظاہری کے دین عیسائی پھر بھی مقابل اسلام نہین ہو سکتا اسلام اب بھی اپنے بہوکے پیاسے مسلمانون کے لئے ایسا ہی ہے جیسا پہلے تھا۔ دیکھئے امریکہ و انگلنڈ مین کس زور سے اسلام اپنی قوت ظاہر کر رہا ہے۔ دیر آید درست آید ذرا صبر کیجئے۔

آپ اپنے دینی و دنیوی عیوب کو چھپا کر کہتے ہین کہ دین عیسوی کو ترقی ہے۔ اور جب ہم بعض اپنے ناعاقبت اندیش بھائیون کا عیب ظاہر کرتے تو کہتے ہین کہ دین اسلام کا تنزل ہے۔ واہ اپنے مونہ میان مٹھو بننا آپ ہی کا کام ہے۔ ہان یہ صحیح ہے کہ اسوقت دین عیسائی کو دنیوی ترقی و عروج ہے۔ مگر اسکو دین وہی کہیگا جسکی عقل کی آنکھین اندھی ہون کیونکہ آسمانی بادشاہت اور شے ہے اور دنیا کی بادشاہت کچھ اور ہے۔ دنیا کی ترقی کو زوال ہے اور دین کی ترقی کو کمال۔ اسیواسطے حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ دین و دنیا مین تفاوت مشرق و مغرب کا ایسا ہے۔ یعنے اگر کوی شخص مغرب کو سفر کرے تو شرق اس سے دو چند دور ہوتا جائیگا اور حضرت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ الدنیا جیفۃ و طالبہا کلاب دنیا مردار ہے اور اسکا طالب سگ مردار خوار۔ اور ایسا ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ آدمی کو کیا فائدہ ہے اگر تمام جہان کو (دنیا) حاصل کرے اور اپنی جان (دین) کو کھووے۔ متی ۱۶-۱۷۔

اور پھر فرمایا کہ میری بادشاہت اس جہان کی نہین۔ پس معلوم ہوا کہ دنیا کے عروج والے عیسائی دین سے بیبہرہ ہین

آپ رہا یہ زعم کہ بہ نسبت مسلمانون کے عیسائی شمار مین زیادہ ہین تو اسکی نسبت بھی خود جناب مسیح علیہ السلام کا فرمان ہے کہ تنگ دروازہ سے داخل ہو کیونکہ چوڑا ہے وہ دروازہ اور کشادہ ہے وہ راستہ جو ہلاکت کو پہنچاتا ہے اور بہت ہین جو اوس سے داخل ہوتے۔ کیا ہی تنگ ہے وہ دروازہ اور سکڑی ہے وہ راہ جو زندگی (نجات) کو پہونچاتے اور تھوڑے ہین جو اوسے پاتے۔ متی ۷-۱۳-۱۴

اس سے بخوبی ثابت ہوا کہ تمام عیسائی ہلاکت کو پہنچنے والے ہین کیونکہ انکا شمار اور ترقی ہم سے زیادہ ہے۔

پس صاحب نور افشان کو اپنی ترقی موہومہ پر نازان ہونا ایسا ہی ہے جیسا یہودیون کو اپنے زعم مین مسیح کے

صلیب دینے پر نازاور تبختر ہے۔ چاہئے کہ فوراً توبہ کرین
اور رجوع باسلام لاوین کیونکہ یہی تنگ راستہ ہی جو
جنت کو جاتا ہے باقی اختیار بدست مختار۔
یہان تک تو ہمنے نورافشان کی ترقی عیسویت کو فرضاً
تسلیم کرکے عرض کیا ہے لیکن فی الواقع عیسویت موجودہ
کو سراسر تنزل ہی۔ اور باوجودیکہ تمام کے عیسائی اور
پادری تنخواہ بیش قرار پاکر بازارون گلی کوچون شہرون
میلون مین وعظ کرتے اور کایا پلٹ لوگون کو کایا پلٹی
مین تنخواہ ہی مقرر کرتے اور مشن اسکولون مین لڑکے
لڑکیان اسلئے پڑہاتے ہین کہ یہ نئی نسل عیسائی ہوکر اپنی
قوم پرہانہ صاف کریگی۔ اور پادریون کی عورتین شرفا
کے گھرون مین گھسکر ان کی عورتون کو در پردہ کسی نہ
کسی بہانہ سے مطلق العنانی کی تعلیم دیتے اور ان کے
مردون کو اپنی چھپ دکھلا کر دام تزویر مین پھنساتین
عمدہ عمدہ نفیس جلدون۔ رنگین کاغذون کی مطبوعہ
بیبل اور اسیطرح ہزارون اخبارات و رسائل اور نئی
نئی کتابین لوگون مین عیسائی مفت تقسیم کرتے اور اسیطرح
کی ہزارون تدبیر کرتے۔ لیکن پھر بھی ان کو ناکامیابی
و ناامیدی کی حالت پیش آتی ہے کیا یہ تنزل نہین۔
اسلام مین منجملہ امورات بالا کے ایک بھی نہین کیونکہ
اہل اسلام کے پاس مال و دولت نہین مگر پھر بھی وہ
ترقی ہے کہ اودہر امریکہ مین اسلامی جوش پیدا ہوا
اودہر انگلنڈ مین اللہ اکبر کی صدائین گونج رہی ہین۔
یہان ہندوستان مین بھی فی سال کچھ کم تعداد نو مسلمون
کی نہین ہوتی چنانچہ ناظرین اخبارات پر روشن ہے
کیا یہ ترقی نہین ہے۔
اب ہم خود نورافشان سے دین عیسوی کی تنزل کو
ثابت کرتے ہین۔ لیجئے ذرا متوجہ ہوکر سنئے۔
نورافشان مطبوعہ ۲۰ اکتوبر سنہ ۱۸۹۴ء مین ایک
مضمون بعنوان۔ دیہات مین انجیل کی بشارت پادری
جے ہل صاحب سنگھ کے طرف سے اس مطلب کا شایع ہوا ہی کہ دیہات
کے گنوارون مین وعظ کیا جاوے اور شہرون مین ہرگز
پادری لوگ وعظ نہ کرین کیونکہ شہر والے عالم و مہذب
ہین۔ گانون والے گنوار ہین گنوارون کا سمجھانا آسان
ہے اور شریفون اور مہذبون کا بہت مشکل۔ آخر مین صاحب
مضمون لکھتا ہی کہ جتنا کام ہمارے مشنری صاحبان
محنت اور کوشش کے سالہا شہرون مین کرتے ہین اگر گانون
مین کرین تو نہایت عمدہ نتیجہ نکلے۔ اگرچہ مدت کے واسطے
شہرون کی منادی بند کرکے دیہات کے کام مین مشغول
ہون تو شاید شہر والون کی بدہضمی کو کچھ فائدہ ہو۔
انتہی بلفظہ۔
کیون صاحب کیا اسیکا نام ترقی ہی کہ گنوارون چمارون
بلہارون کو عیسائی بناکر وہی گنوار چمار بلہار رکھا جاوے
کیونکہ وہ پہلے ہی سے مشرک و مردار خوار و شراب نوش
ہوتے ہین اور یہی کام عیسائیت کا ہے۔
اور اسی نورافشان کے صفحہ ۶ کالم ۳ مین لکھا ہی کہ ہمارے
ملک کی کلیسیا کی حالت کم زور ہے سطر ۱۶۔
کیون کیا حضرت اسی کمزوری کا نام ترقی ہے۔
پھر اسی نمبر کے صفحہ ۳ مین بصیغہ مراسلات ایک اور مضمون
(جو ایک معزز پادری یعنے صفدر علی صاحب کے قلم سے نکلا ہی

تمام و کمال پر ہنا چاہئے کہ کسطرح اپنی قوم کے تنزل کو
ثابت کرتے ہین۔ آپ لکھتے ہین۔

میرے پیارے دیسی مسیحی بہائی مہربانی کرکے مجھے معاف
فرمائینگے جنہین میری بات کی چوٹ لگے۔ کہ اگر غور سے
دیکھا جاے تو ہماری قوم مین جہان کہین دیکھو پہلی قسم
(عزت دار۔ خوشحال۔ آزاد) کے لوگ تو معدودی چند
ہی ہین۔ شاید فیصدی پانچ ہی نکلین تو غنیمت ہے
باقی سب دوسری طرح (دوسرون کے دست نگر اور محتاج)
کے لوگ ہین تو پھر فرمائیے قومی عزت کہان۔ گورنمنٹ
مین وقعت کیسی۔ آزادی کدہر۔ خوشحالی کی صورت
کسطرح نصیب ہو۔ انتہی بلفظہ۔

کیون اڈیٹر صاحب کیا اسی۔ بیعزتی۔ بیوقعتی۔ غلامی
عدم خوشحالی۔ پر آپ نازان ہین اگر ایسا ہی تو خوب ہے،
پھر نور افشان مطبوعہ ۲۷ اکتوبر سنہ ۹۲ء مین ایک اور
مضمون۔ بازار کی منادی۔ کسی خیر خواہ صاحب نے لکھا
ہے اسکو بھی تمام و کمال پر ہنا چاہئے ہم اس سے بطور اختصار
اقتباس کرتے ہین۔ صاحب مضمون لکھتا ہے کہ۔ جب
ہمارا خداوند مسیح اس دنیا مین تہا تو کسقدر انجیل یعنے اپنی
خوشخبری دینے مین سعی و کوشش کی۔ اسکا برتاؤ کیسی
حلیمی اور فروتنی سے تہا لیکن جاے افسوس ہے کہ بعض
واعظون (پادریون) نے طرز منادی کو بالکل بگاڑ رکھا
ہے اور لاپرواہین۔ یہہ کہان لکھا ہی کہ منادی بڑی بڑی
گالیان غیر قومون کو دین مثلاً اگر کوی سوال کرے تو
اسکو گدہا سور وغیرہ کہین خصوصاً ایسے منادجو سر سعید
ہین جنکی ایک ٹانگ قبر مین پہونچگئی ہے وہ نہایت غضب انگیز

شیر کی مانند غیر قومون سے پیش آوین۔ کیا ایسی منادی سے
لوگون کو فائدہ ہوگا ہرگز نہین ایسے منادشیطان کی
منادی کرتے ہین اور کڑوا بیج بوتے ہین تو پہل کہان
سے کہائین۔ بعضے واعظ ایسی باتین نکالتے ہین جو انجیل
کے خلاف ہوتے ہین اور بحث مین بالکل لوٹیا ہی ڈبا دیتے
ہین۔ کیونکہ اگر جال خود ہی ٹوٹا ہی تو مچھلی کیونکر پھنسیگی
انتہی بلفظہ۔

کیون اڈیٹر صاحب کیا ایسے ہی پادریون سے دین کی ترقی
ہوتی ہے۔ اگر ترقی ہوگی تو گالی گلوچ کفر و شرک و شیطان
پرستی کو ہوگی کیونکہ بقول آپ کے خیر خواہ صاحب کے پادری
لوگ شیطان کی منادی کرتے ہین۔

پھر اسی نمبر مین [illegible] کے لیے ایک اور مضمون بعنوان
ایک ناقص رائے۔ ہین صاحب مضمون لکھتا ہی کہ۔ بہت
واعظ (پادری) وعظ کرتے وقت غیر مذہبون کی برائیان
صاف و صریح الفاظ مین بیان کرتے ہین جن کے سننے سے
غیر قومون کے دلون کو چوٹ لگتی ہے بجاے اسکے کہ ان کے
دلون مین مسیحی مذہب کا بیج جڑ پکڑے نفرت اور غصہ
اپنے قدم آجماتے ہین اور نتیجہ جیسا کہ امید کیا جاتا ہے
ویسا نہین ہوتا۔ وغیرہ وغیرہ۔ انتہی بلفظہ۔

کیون حضرت کیا یہ دین عیسوی کے ترقی کے آثار ہین
یہ سب آپکی نور افشان اور پادریون کی تحریرات ہین
ہم نے اپنی طرف سے کچہ زاید نہین کیا۔

افسوس آپ اڈیٹر اخبار ہوکر اپنی ہی اخبار اور اپنی
ہی دینی تنزل کے حالات سے بے خبر ہین۔ یا آپنے خواہ
مخواہ اپنی اصالت کے چھپانے مین کوشش کی لیکن ہم تو

آپ کی اصالت سے بخوبی واقف ہین اگر آپ ذیل کے اشعار بہی اردو کی دوسری کتاب مین (جسکو ابتدائی جماعت کے طلبہ پڑہتے ہین) کسی سے پڑہوا لیتے تو آپ کو یہ زحمت نہ اٹہانی پڑتی۔

کچہ دیر اصالت کو چہپایا بہی تو پھر کیا۔
جھوٹون نے جو سچون کو چڑایا بہی تو پھر کیا
مت بھول کبہی اصل کو اپنے ارے احمق
جب تاؤ دیا جائیگا ہوجائیگا منہ فق
سچے کی تو عزت ہی بڑہیگی جو کرین جانچ
مشہور مثل ہی کہ نہین سانچ کو کچہ آنچ
کھوٹے کو کھرا بنکے نکھرنا نہین اچھا
چھوٹے کو بڑا بنکے ابھرنا نہین اچھا

ہم آیندہ بہی بشرط خیریت و فرصت متعلق اسی کے نذر ناظرین کرینگے انشاء اللہ العزیز۔

راقم۔ سید غلام مرتضیٰ عطا

اثر مذہب

(نمبر ۱)

ہر ایک ملت اور مذہب کی نسبت سب سے اول دو باتین دیکہی جاتی ہین۔ ایک عملی قوتین مذہب کی اور دوسری مذہب کی تعلیمات کا اثر۔ ہم اس مضمون مین دوسری شق کی نسبت بحث کرنا چاہتے ہین۔ اس شق مین انسان کی اصلاح اور بہبود و سود دینی اور دنیوی کے تمام مواد اور سامان شامل ہین۔ ہم یہ سوال کرتے ہین کہ عیسائی ملت نے اپنے پیرؤون پر کیا اثر کیا۔

اور اسکے مقابلہ مین محمدی مذہب جن جن اقوام اور اقطاع مین گیا وہان کی باشندگان اور فرقون پر اسکی کیا تاثیر ہوئین۔ اس بحث مین اس امر کا اظہار بہی مناسب ہے کہ ان دونون مذہبون کا دنیا مین آنے سے اصل مدعا اور غرض کیا ہتی۔ عیسائی ملت کی یہ غرض ہتی کہ پورانے عہدنامہ مین جو کم زوریان اور سقم پیدا ہوگئے تہے ان کو درست کرکے اقوام کو اصلی راہون پر لائے۔

اور جن جن اخلاقی مسائل مین نقص تہے ان کو تکمیل کے درجہ پر پہونچائے۔ محمدی مذہب کا بڑا مدعا یہ تہا کہ دنیا مین جو بت پرستی اور انسانی توہمات کا زور ہوگیا ہے اوسکو بیخ و بنیاد سے اکھاڑ کر خدا پرستی اور توحید کو پہیلائے۔

ہم اس مضمون کے ضمن مین اس بات پر بہی غور کرین گے کہ ان دونون اصولون کی کہان تک حفاظت اور تائید کی گئی۔

کسی مشرب یا مذہب کی تاثیرون اور جذبات کے تحقق یا دریافت کے لئے اسی مذہب کے پیرؤن کی حالات پر غور کرنا اور نظر ڈالنا اوس مذہب کے اشاعت یا ترویج کے پہلے حالتون اور تصرفات پر محاکمہ کرنا ایک ضروری امر ہے اس مین کچہ شک نہین کہ عیسائی مذہب جن جن ملکون اور قومون مین پہیلا ان ملکون اور قومون کے خیالات اور حالات مین ضرور کچہ تبدیلیان اور انقلابات واقع ہوے مگر وہ انقلابات اس قسم کے نہ تہے کہ ان کو عیسائی مذہب کا ہی اثر کہا جاے بلکہ چند جزائر یا چند قومین ضرور ایسی نکلین گے کہ جن کے عادات اور خو بو کو عیسائی ملت نے الٹا پلٹ دیا ہے لیکن اس صورت کو بہی محض عیسائی ملت کا

اثر اور تصرف نہ کہا جائیگا کیونکہ عیسائی منادون اور مصلحین کے عادات اور اخلاق مین اصلاحی مادوسکا زور عیسائی ملت کے قوانین کے علاوہ اور صورتون سے بھی ہوچکا ہے۔ ہان اسبات کو مان لیا جاسکتا ہی ہے کہ عیسائی قوم کی بدولت یہ انقلاب واقع ہوا سو یہ ایک علحدہ صورت ہے سب سے پہلے عیسائی ملت کے قوانین نے رومہ والون پر اثر ڈالا اب یہ دیکھنا ہے کہ عیسائی ملت کے پہنچنے کے اول انکی کیا حالت تھی تاریخ سے اسبات کا وہم اٹھ جائیگا کہ وہ بالکل نابلد یا غیر مہذب اور ناشائستہ تھے ہان ان مین بت پرستی اور انسانی توہمات کو بہت دخل تھا رومہ والون کے اخلاقی حالتون پر عیسائی ملت کے قوانین نے کوئی ایسا اثر نہین [illegible] جسکو ایک کامل اثر کا رتبہ بخشا جاے۔ اگر ان مین چند اخلاقی کم زوریان تہین تو ویسے اب بہی عیسائی قومون مین موجود ہین۔ یونان والون پر کوئی ایسا اثر نہین ہوا کہ جسکو کایا پلٹ اثر کہین علیٰ ہذا القیاس اور یورپ کے حصون کی قومون کو خیال کرلو۔ ہان بعض ملکون مین عیسائی مذہب کو بت پرستی سے ضرور مقابلہ کرنا پڑا ہے لیکن ہم یہ پوچھتے ہین کہ بت پرستی کو ہٹا کر عیسائی ملت نے ان قومون کو اور کیا نعمت بخشی۔ یہی تثلیث پرستی۔ جسکی بدولت اب تمام یورپ مین مرض الحاد پھیل رہا ہی۔ عیسائیون نے قومون اور ملکون سے کس مذہبی نقص یا کمزوری کو دور کیا اولڈ ٹسٹمنٹ کے بعد جو نقص مذاہب مین پیدا ہوگئے تھے کیا ان سب کا بدل یہی تثلیث تہی۔ اچہا ہم بفرض محال مان لیتے ہین کہ ان قومون اور ملکون مین تثلیث کا پہیلانا ہی لازمی امر تھا اور یہ تثلیث ہی بت پرستی کا نعم البدل تہی۔ پھر اسکا جواب ہے کہ اس تثلیث نے اپنے قدم جماکر اپنے پیرؤن پر کیا اثر کیا۔ یہی نہ کہ سب کے سب پکے ملحد اور لامذہب بن بیٹھے۔ یہ حالت تو اوس انسان یا سنگ پرستی سے بھی بدتر نمودار ہوی اسمین خدا کو تو ضمناً مانا جاتا تہا اسمین نرو بان تثلیث سے الگ ہوکر سیدہے الحاد کے پایہ پر جا پہونچے۔

ہم عیسائیون سے پوچہتے ہین آپ نے اس تثلیث کے سوائے قومون کو کیا دیا۔ اگر حکمت۔ فلاسفہ۔ تہذیب۔ اتفاق وغیرہ کا ادعا کیا جاے تو یہ بالکل خلاف واقع ہے کیا اولڈ ٹسٹمنٹ کے زمانہ حکومت مین ان امور کا نشان نہ تہا یونان والون کی حکمت اور دانائی اور جگت استادی کچہ کون قائل نہین۔ حضرت مسیح سے ۶۰۰ سال پہلے اہل یونان ملک یورپ مین نہایت صاحب علم تصور ہوتے تہے اوس زمانہ مین وہ ہر ایک فن مین طاق تہے باوجود اس علم و حکمت کے وہ والکن دیوتا کے پوجنے والے تھے۔ وہ بلیاس دیوتا کو ایک پرزور دیوتا جانتے تھے سنہ ۶۱۰ قبل مسیح علیہ السلام اناکٹا نیڈر ملیطی جو حکیم تالیس کا دوست تھا شہر زمانہ ہوا اسنے بہت سے علمی ایجادین کین اور فن ہیئت مین ایک قیمتی معلومات کا ذخیرہ جمع کیا۔ کیا یہ لوگ علم و ہنر سے قبل از دلالت مسیح علیہ السلام کے نابلد یا بے بہرہ کہے جاسکتے ہین۔ ہرگز نہین اس زمانہ کے معلومات اور ایجادات کے اگر بنیادی پتہر ہین تو یہی لوگ ہین۔ عیسائی مذہب نے علم و ہنر مین ان لوگون کو کیا دیا۔ اور ان کی وہ کونسی کمی

پوری کی جسکی ان کو ضرورت تھی کمی اور نقص توان مین یہ
تھا کہ ان کو بت پرستی اور دہریہ پن سے ہٹاکر توحید اور خدا
پرستی کے مبارک اور قدیمی پلیٹ فارم پر لایا جاتا اور گویا
ان سے قرآن مجید کے اس حکم کی تعمیل کرائی جاتی اور ان کو
یہہ منادی ہوتی۔ تعالوا الی کلمۃ واحدۃ الخ ہم عیسائی
بھائیون سے باادب دریافت کرتے ہین کہ اس بارے مین عیسائی
ملت نے ان قومون کو کیا دیا۔ یہی اقانیم ثلاثہ کی پوڑیا جس کے
بجای شفا کے اولٹا بیچارون کو بیمار کر دیا۔ کیا اولڈ ٹسٹمنٹ
مین اسی پوڑیا کی تفسیر کا وعدہ تھا۔

کیا والکن اور ہلیاس پرستی کا قایم مقام اور نعم البدل
یہی مسیح پرستی ہی۔ مذہبی پیچ کو جانے دو انصاف سے کہو
پورانے عہدنامہ اور گذشتہ نبیون کی خدمات نبوت کا
یہی بدل ہوتا ہی۔ انگلستان کے مشہور حکیم مزاج دان اسٹوارٹ
مل صاحب اپنی ایک تصنیف مین لکھتے ہین کہ "عیسائی مذہب
کے اخلاقی مسائل کی تشریح سے پہلے اسبات کا فیصلہ کر لینا
مناسب ہے کہ ان سے کون سے مسائل مراد ہین۔ اگر ان سے ان
نصایح و مواعظ کی مراد ہی۔ جو عہدنامہ جدید مین مرقوم ہین
تو تعجب ہے کہ اوس کتاب کو پڑھکر ایک معقول شخص کی
یہ راے ہو کہ وہ کتاب اخلاقی مسائل کا ایک کامل مجموعہ
سمجھی جاتی رہی یا اوسکی تصنیف یا تالیف سے غرض یہی
گئی تھی انجیل مین ہمیشہ پورانے مسائل کی طرف اشارہ ہے
انجیل کے نصایح حرف بہ حرف تک محدود ہین جہانتک کہ ان
پرانے مسائل کے بعض نقائص کی اصلاح کے لئے ضروری
تھا بعض موقعون پر یہہ بھی دیکھا جاتا ہے کہ ان پرانی ہدایات
کے بجاے بعض نئی ہدایات کی گئی ہین جو انکی بہ نسبت
زیادہ تر مفید ہین لیکن ان سب کا طرز بیان بہت مبہم
ہے اور ان الفاظ کے لغوی معنون سے اصلی مطالب کا نکالنا
بہت مشکل ہے ان مین شاعرانہ لطافت اور فصاحت کی
خوبی زیادہ پائی جاتی ہے اور معنون کی بحث جو قانونی
مسائل کے مطالب بیان کرنے کے لئے ضروری ہی بہت کم
ہے صرف قدیم عہدنامہ کے پڑھنے سے بغیر مدد جدید عہدنامہ
کے چند اخلاقی مسائل کا نکالنا محال ہے اور عہدنامہ جدید کے
مسائل ہی اگرچہ بڑی محنت سے مرتب کئے ہوے معلوم
ہوتے ہین لیکن صرف واعظون کے لئے ہی مفید ہو سکتے ہین اور انہین
کے لئے موضوع کئے گئے تھے۔ سینٹ پال جو اس امر کے خلاف
تھا کہ عہدنامہ جدید کے مسائل کو سمجھنے مین عہدنامہ عتیق سے مدد
لیجاے پورانی اخلاقی مسائل کے وجود کو جو یونانیون اور
رومانوالون مین مروج تھے مانتا تھا۔ اس نے جتنی نصیحتین
لکھی ہین انمین اسبات کی کوشش ملحوظ خاطر معلوم ہوتی ہی کہ
ان پرانے مسائل سے کسی جگہ انحراف نہ پایا جاے جہانتک کہ
اوس نے غلامی کی رسم کو یہی منظور کیا ہے۔ باقی دارد۔

راقم سلطان احمد عفی عنہ۔

بقیہ تحفۂ محمدیہ

(۲) عہد عتیق سے ظاہر ہے کہ توریت عرصہ تک گم رہی پھر خلقیاہ
کاہن نے حضرت مسیح کے چھ سو چوبیس برس پہلے اوسے برآمد
کیا اسکی صورت یہ ہوی کہ یوسیاہ بادشاہ بڑا دیندار تھا
جب اسکو ہیکل کی مرمت کا خیال ہوا تو اوسنے یہہ تدبیر
سوچی کہ کاہنون کے پاس ہیکل کا چڑھاوا یعنے چاندی وغیرہ
بہت کچھ آتی ہے انہین سے لیکر مرمت کرانا چاہیے اوسوقت
خلقیاہ نامی سردار کاہن تھا بادشاہ نے سافن نامی کاتب

سے کہا کہ تو فلقیاہ کاہن پاس چرہ جا اور اسکے کہنے کے موافق
کر اسکے لیلے اور میکل کی مرمت مین لگا دے جب سافن
بادشاہ کا یہ حکم لیکر پہنچا اسوقت خلقیاہ سافن سے کہا کہ مین
نے خدا کے گہر مین توریت کی کتاب پائی ہے اور وہ کتاب
بادشاہ کو سنائی گئی اور اس نے سنکر کپڑے پھاڑے (۲ سلاطین
باب ۲۲) اب خیال کرنے کا مقام ہی کہ توریت کا نسخہ ہیکل
مین رہا کرتا تھا جب اسمین سے گم ہو گیا اور عرصہ تک اوسکا
پتہ نہ لگا یہان تک کہ وہ ایک عجوبہ چیز ہو گئی کہ بادشاہ
کے پاس اسے وکہانے اور سنانے کو لیگئے۔ تو پھر اوسی کتاب کا
اسی مکان مین ملنا عجیب بات ہی کیونکہ جب وہ گم ہوئی
ہو گی تو بہت تلاش کیا ہوگا اور وہ توہیکل کے ایک
مقام خاص یعنے صندوق سکینہ مین رہتی تہی پھر نہ ملنا اور عرصہ
کے بعد ملجانا ضرور کسی خفیہ راز کے طرف اشارہ کرتا ہی اسکا کیا
جواب ہو سکتا ہی کہ کاہنون وغیرہ نے غرض نفسانی سے اسے
غائب کیا اور عرصہ کے بعد ایک کاہن نے بادشاہ کو دیندار
دیکھکر ایک کتاب پیش کی توریت کے نام سے تاکہ بادشاہ کو
خوش کرے اور چڑاوے کا روپیہ جو لینے کو بھیجا تھا اسمین سختی
نہوا اگرچہ اس کتاب مین توریت کی باتین ہی ہون مگر
اسوقت کے بنی اسرائیل اور خصوصا کاہن اور علما کی اعمال
سے یہو کوئی امر عجیب نہین ہے کہ اس کتاب مین مرضی کے موافق
کمی اور بیشی کی ہو اور جو باتین اسوقت زبانی روایات
اور علماے یہود کے اجتہادات اسوقت رائج تہے اسکا
مجموعہ بنا کر توریت نام رکھدیا ہو یہہ شبہ کیونکر رفع
ہو سکتا ہے۔ (۳) توریت سے اور کتب تواریخ سے ظاہر ہے

[1] سفر تثنیہ باب ۳۱ و ۳۲ - یشوع باب ۸ و ۲۴ و ۳۱ و ۳۲ - ۲ سلاطین باب ۱۷ و ۲۳ - ۲ تواریخ باب ۳۴ و ۳۵ - عزرا باب ۳ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ - نحمیاہ باب ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۳ - ملاکی باب ۴ آیت ۴ - ۱ تیمتھیس باب ۳ آیت ۱۵ - ۲ تیمتھیس باب ۳ آیت ۱۵ - ۱ پطرس باب ۱ آیت ۱۰ و ۱۱ - ۲ پطرس باب ۱ آیت ۲۱ - یہ حوالجات ناظرین کے ملاحظہ کے لیے لکھدیے گئے ہین

پہلے زمانہ مین پتھر اور سیسے اور لکڑی اور موم کے تختیون پر لوہے
یا پیتل یا ہڈی کی سلائی سے حرف کھودے جاتے تہے پھر چمڑی اور
پی پی رس کے کاغذ پر لکھا جاتا تہا (اظہار علیسوی صفحہ ۱۰)
اور سیکڑون بلکہ ہزارون برس تک اسی طرح کتب عہد
عتیق و جدید لکھی گئین اب مین ان صاحبون سے دریافت
کرتا ہون جو قرآن مجید کے چمڑے اور پتھر اور لکڑی پر لکھے
جانے اور بیس پچیس برس تک اسکے بدستور قایم رہنے پر
اعتراض کرتے ہین وہ فرمائین کہ سیکڑون برس تک پتھر کیونکر
ڈہوئے گئے اور سیکڑون برس تک لکڑی اور معمم تختیان
کیسے قایم رہین اور اسکا ثبوت کیسے ہو سکتا ہے کہ اس مدت
دراز مین وہ لکڑی کی تختیان نہ گہنین اور نہ سڑین اور نہ
انکے نقش استعمال سے گہسے جب اُن کے نزدیک بیس پچیس برس
مین لکڑی پتھر گل کر یا خشک ہو کر برباد ہو جاتی ہی تو سیکڑون
برس مین اسکا نام و نشان کیونکر باقی رہ سکتا ہی اور بفرض
محال اگر رہا ہی تو کیونکر یقین ہو کہ وہ سب تختیان بدستور
قایم رہین ایک بہی اُن مین سے ضایع نہوی اور کیسے خیال مین
آسکتا ہے کہ موم کی تختیان باوجود نرم ہونے کے کبہی صدمہ
سے مڑ کر یا کسی گرمی سے پگہل کر یا ہاتہ سے دب کر اُن کے حرف
نہ مٹے اور وہ چمڑا سیکڑون برس کے استعمال سے بہی نہ پہٹا اور
خراب نہوا اور پی پی رس جو پتہ کے مثل کمزور شی ہی اتنی
دراز مدت مین بہی نہ پہٹا اور بدستور قایم رہا۔ باقی آیندہ

جناب محمد الگزانڈر رس وب صاحب دہلی اور لاہور مین

جناب ممدوح مدراس کو الوداع کہنے کے بعد علیگڈہ پہونچے اور
وہان سے فیام کے بعد علیگڈہ بہی پہونچے اور داخل دہلی ہونے
سے پہلے آپکی رہائش کے لئے جناب داؤد خان صاحب برادر

جناب مولوی محمد اسماعیل خان بہادر ایجنٹ ہز ہائنس پرنس
آف کرناٹک نے نہایت بروک ہونکی تجویز کر رکھا تھا دوسرے
دن دہلی کے مشہور عمارتون جامع مسجد لال قلعہ مقبرہ ہمایون
وغیرہ کو آپنے ملاحظہ کیا۔ دہلی کی بربادی اور منہدم عمارات
کے معائنہ سے آپکے دل پر بڑا اثر ہوتا تھا اور نہایت افسوس
ہوتا تھا۔ مشہور اسلامی عمارات کے حالات بھی آپنے
قلمبند کئے جسکو ان کا ارادہ کہ اُس اخبار کے لوح پر جو امریکہ
پہونچکر اسلام کی حمایت مین شایع کرینگے ان عمارات سے
ایک ایک عمارت کا نقشہ مع حالات درج کرین تاکہ امریکہ
والون کے خیالات باطل و توہمات لایعنی جو مسلمانون کے
بارہ مین ہین دور ہوجاوین اسی روز بعد نماز مغرب آپ
مفتی صدرالدین صاحب کے ایوان مین تشریف لائے جہان
اور جان نثاران قوم آپکی ملاقات کے مشتاق بیٹھے تھے
سجاد حسین صاحب بی اے۔ خلف جناب مولانا حالی نے
اٹھکر حاضرین کے جانب سے شکریہ ادا کیا اور آپکے اوصاف حمیدہ
اور اخلاق برگزیدہ کا ذکر کرنے کے بعد صاحب موصوف
سے آپنے مسلمان ہونے کے وجوہ بیان کرنے کے لئے التجا کی
وب صاحب اگرچہ کسی قسم کا لکچر دینے تیار نہ تھے مگر بخیال
خاطر برادران اسلام آپ نے کھڑے ہوکر ایک مختصر واضح
اسپیچ اپنے مسلمان ہونیکی مجمل حالات مین بیان کی۔
آپنے فرمایا کہ "میرے مزاج مین ابتدا ہی سے بحث اور دلیل
کرنیکی عادت کو دخل ہوگیا تھا اور یہی باعث تھا کہ سن
رشد کو پہنچنے کے بعد مین نے اپنے پیدائشی مذہب پریسبیٹرین
چرچ کو بے ثبوت کامل ماننے سے انکار کیا اسکی کتابین پڑہین
کمیٹی مین بیٹھا اور کئی سال کے بزرگ مطالعہ کے بعد
یہہ بات میرے ذہن مین جگہ نہ کرسکی کہ عیسائی مذہب اصول باکل
بودے اور غیر تسلی بخش ہین چنانچہ مین نے اوسکو چھوڑ دیا اور
میٹریلسٹ یعنے مادہ پرست ہوگیا خوش قسمتی سے مجھہ کو
ایک بڑا کتب خانہ جو ہر دین و ملت کی چھوٹی بڑی کتابون
سے پر تھا مل گیا اور بہت برسون تک مین آٹھہ اور نو
گھنٹہ کامل بلاناغہ مطالعہ کرتا رہا اور آخر میرے دل مین
جمگیا کہ اسلام ہی ایسا مذہب ہے جو سچا کہا جاسکتا ہے اور
جسکے اصول سراسر راستی اور صفائی قلب پر مبنی ہین یعنے
چار برس ہوئے کہ یہ مذہب اختیار کیا حاجی عبداللہ صاحب
عرب سے مدینہ مین جاکر مجھے قواعد نماز روزہ اور ارکان دین
تعلیم کئے جسکا بھی اسوقت تک پیرو ہون اور آئندہ ہمیشہ
رہنے کی خدا سے دعا کرتا ہون۔ کلکتہ سے آتے ہوئے راستہ
مین ایک شخص کا میرا آشنا ہوا جنکو میرے حالات سننے کے
بعد یہ خوف ہوا کہ ایسا نہو کہ کوئی پادری مجھہ کو عیسائی
کرلے۔ مین نے اوسکو یقین دلایا کہ مین عیسائی کی بابت
انکار سے بڑا پادری بھی اتنا ہی جانتا ہوگا جتنا مین
جانتا ہون اور مین کسی خاص سبب سے مسلمان نہین ہوا
مین نے بعد تحقیق کامل اسلام اختیار کیا اور کوئی مباحثہ مین
مجھہ کو چپا نہین کرسکتا"۔ امریکہ کے حالات کے ضمن مین آپ
نے فرمایا "اہل امریکہ کا خیال مسلمانون کے بارہ مین صرف یہ
ہے کہ وہ تیس چالیس بیویون مین حق ادا کرتا ہو اور جب
اسکو ذرا دل لگی سوجھی تو تلوار لیکر کسی عیسائی کو قتل
کردے جیسا کہ نیسے نے خیالات کے موافق جنت مین
داخل ہوجانے کی" امریکہ کے مذہبی حالات مین آپنے کہا
"لوگ گرجا گھر بنا بنا کر خالی ہوتے جاتے ہین چند پادری کو

اور خوبصورت لیڈیون کے جو اپنا لباس دکھانے اور دوسرون کا دیکھنے کی غرض سے جاتی ہین اور کوئی نہین ہوتا جس سے صاف ظاہر ہے کہ انکا دل مذہب عیسائی سے برگشتہ ہوگیا ہی اور وہ بہمہ تن اس مذہب کے قبول کرنے کو تیار ہین جو اپنی ارتباطی اور نیکی کا کامل ثبوت ان کو پہونچاوے" آگے چلکر آپنے فرمایا "اے بھائیو اب وہ زمانہ نہین رہا کہ ہم تلوار ہاتھ مین لیکر مختلف ممالک کو فتح کرنیکی کوشش کرین بلکہ اب ہم کو یہ چاہیے کہ ایک ہاتھ مین کلام پاک اور دوسرے مین احادیث رسول مقبول لیکر غیر اقوام کو دکھائین اور فہمایش کرین کہ اگر تم ان کو سچا سمجھتے ہو ان کی پیروی کرو"۔

بالکل مختصر اقامت کے بعد وب صاحب نے دہلی کو بھی چھوڑا اور لاہور پہونچے جہان پر انجمن حمایت اسلام لاہور نے انکی نہایت تعظیم و تکریم سے مہمانداری کی اور پنجاب کے مشہور و معزز پلیڈر مولوی الٰہی بخش صاحب کی کوٹھی پر آپ اتارے گئے۔ انجمن حمایت اسلام کے عالیشان مکان مین جو شیرانوالہ دروازہ کے قریب ہے اسلام پر ایک لکچر دیا جلسہ مین اسقدر ہجوم تہا کہ اس تمام وسیع صحن مین جو اس موقع پر نہایت خوش اسلوبی سے سجایا گیا تہا تل دہرنے کی جگہ باقی نرہی مسٹر شاہ دین صاحب بیرسٹرایٹ لا اس جلسہ کے پریزیڈنٹ تھے مسٹر شاہ دین صاحب نے ایک عمدہ تمہیدی تقریر مین وب صاحب کو انٹروڈیوس کیا اور اسکے بعد وب صاحب نے ایک فصیح و بلیغ اور نہایت پر اثر تقریر اسلام پر کی جسمین اسلام کی حقانیت اور اپنی مذہبی اعتقادات کی تاریخ بیان کی ان کے لکچر کا وہ حصہ خصوصاً نہایت قابل تعریف تہا جسمین انہون نے مسیحی مبشرون کی اسلام سے ناواقفیت

اور یورپین سوسائٹی کے بعض حالات کا فوٹو کھینچا بعد اختتام لکچر شکریہ کا ووٹ پاس کیا گیا اور جلسہ منتشر ہوا۔

اخبار منشور محمدی کی تقسیم مفت

اخبار منشور محمدی کے لئے جو درخواستین جناب مولوی حاجی یوسف صالح صاحب پو کی خدمت مین پہونچین ان سے حاجی صاحب ممدوح سال حال کے لئے مندرجہ ذیل مدارس کتب خانون انجمنون اور اصحاب کو بلا اخذ قیمت حسبتہ للہ وابتغاء لمرضات اللہ محض دین اسلام کی تائید اور ثواب اخروی کی توقع پر اخبار کا دینا منظور فرماتے ہین۔ حاجی صاحب سے دعای خیر کے طالب ہین اور امید کرتے ہین کہ اخبار سے حاصل کردہ فوائد اور اخبار کے متعلق دیگر کارروائیون سے مہتمم کو مطلع کرتے رہینگے۔ وہ یہ بھی امید کرتے ہین کہ سال کے اختتام پر کسی صاحب کا پرچہ موقوف کرکے کسی دوسرے کو بسبب استحقاق زاید کے دیا گیا تو وہ اس سے آزردہ نہون کیونکہ اس پرچہ سے بہت سے غریب طلبا اور واعظ شائق و طالب ہین۔ (۱) دیوبند مدرسہ عربی (۲) دہلی مدرسہ مسجد فتحپوری (۳) کانپور مدرسہ فیض عام (۴) میرٹھ مدرسہ اسلامیہ (۵) کلکتہ مدرسہ صولتیہ (۶) بمبی مدرسہ مسجد زکریا (۷) کیماری ضلع کراچی مدرسہ اسلامیہ (۸) لودہیانہ مدرسہ حقانی (۹) آرہ مدرسہ احمدیہ (۱۰) مالیگاؤن ضلع ناسک مدرسہ تربیت العلوم (۱۱) کہنڈواعبدالکریم صاحب مدرس اردو (۱۲) بمبئی کتب خانہ انجمن اسلام (۱۳) جنیر انجمن اسلامیہ (۱۴) ساگر انجمن اسلامیہ (۱۵) سیورت کتب خانہ انجمن اسلام (۱۶) احمد آباد انجمن امداد صدری (۱۷) سکندرآباد انجمن معین الاسلام (۱۸) اجمیر مدرسہ خانقاہ (۱۹) بمبئی منیجر اخبار قاصد بمبئی (۲۰) بنگلور عبدالرحیم صاحب طالب علم (۲۱) الہ آباد مولوی حاتم علی صاحب واعظ و انصاری (۲۲) متہرا مولوی وزیرخان

مطبع بحرالاسلام معسکر بنگلور مین اہتمام سے محمد شریف کے چھپا۔